کرامات اولیاء

تحریر: الشیخ فیاض حسین حفظہ اللہ

حمد وثناء صرف اس ذات کیلئے جو رحمٰن ورحیم ہے، جو غفور وحلیم ہے جو خبیر وعلیم ہے، جو اعلیٰ اور عظیم ہے جو جلیل اور کریم ہے جو قادر اور قدیم ہے، جو حمید اور مجید ہے۔

درود وسلام

اُن پر جو صادق اور امین ہیں۔ رؤف اور رحیم ہیں، جو سید الانبیاء، خطیب الانبیاء خاتم الانبیاء، امام الانبیاء، قائد الانبیاء ہیں، جو اکرم اور کریم ہیں، جو بشیر اور نذیر ہیں، جو صاحب مقام محمود اور صاحب لواء الحمد ہیں، جو شفیع اور مشفع ہیں، جو نبی الرحمۃ اور نبی التوبۃ ہیں ﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَکُمْ﴾[محمد:۳۳] ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد نہ کرو۔''

کافی ہے اللہ سب کی حاجت روائی کیلئے
نبی پیغمبر امام ولی نبی رہنمائی کیلئے

پڑھتے ہو ہر نماز میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن
پھرتے ہو پھر بھی در بہ در مشکل کشائی کیلئے

کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں؟

''وَ تَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ''[الفرقان:۵۸] ''اور توکل اس ذات پر کر جو زندہ ہے اور جس کو موت نہیں آئے گی۔'' ﴿وَ مَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ﴾ ''معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی پر توکل اس لئے نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی ایسی ذات موجود ہی نہیں کہ جس پر موت آنی ہو'' اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّ یَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِکْرَامِ﴾ [الرحمٰن:۲۶-۲۷] ''زمین پر جو کچھ بھی ہے سب کو فنا ہونا ہے اور صرف تمہارے رب کا چہرہ جو صاحب جلال و

عظمت ہے باقی رہے گا۔"

رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ [الزمر:۳۰] "بے شک آپ بھی فوت ہونے والے ہیں اور یہ بھی مرنے والے ہیں۔" یہی وہ مسئلہ ہے جس پر سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پہلا اجماع ہوا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ وفات النبی ﷺ پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور حمد وثناء کے بعد فرمایا "دیکھو (مسلمانو) اگر تم میں سے جو کوئی محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو سن لے کہ محمد (ﷺ) وفات پا گئے ہیں اور جو کوئی اللہ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ ہمیشہ زندہ ہے کبھی مرنے والا نہیں۔"

پھر یہ آیت پڑھی ﴿وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَ سَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ﴾ [آل عمران:۱۴۴] "اور محمد (ﷺ) تو صرف اللہ کے پیغمبر ہیں۔ ان سے پہلے بھی بہت پیغمبر گزرے ہیں، بھلا اگر یہ فوت ہو جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے (یعنی مرتد ہو جاؤ گے) اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا تو وہ اللہ کا کچھ نقصان نہیں کر سکے گا اور اللہ شکر گزاروں کو (بڑا) ثواب دے گا۔"

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "اللہ کی قسم! ایسا معلوم ہوا کہ گویا لوگ جانتے ہی نہیں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ہے، یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو پڑھا ہے اس وقت لوگوں نے سیکھ لی، پھر تو جس سے سنو یہی آیت پڑھ رہا تھا۔" [صحیح بخاری]

ہر دور میں انبیاء واولیاء کے بت، قبریں اور مزار بنا کر ان کی عبادت کی گئی اور پکارا گیا جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سخت پریشان ہوئے، فوت ہونے کے بعد آپ ﷺ کیلئے جنت کا اعلیٰ ترین مقام موجود ہے۔ مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم پر آپ ﷺ کی جدائی شاق گزری۔ اسی طرح شہید اگرچہ اللہ تعالیٰ کے پاس زندہ ہوتے ہیں مگر ان کی بیوی بیوہ ہوتی ہے، بچے یتیم ہوتے ہیں، جائیداد تقسیم ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ شہید زندہ ضرور ہوتے ہیں مگر اس دنیا میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے پاس۔ اسی لئے فرمایا ﴿بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ [آل عمران:۱۶۹] یہ ایک ایسی زندگی ہے جس کا ہم شعور نہیں رکھتے۔ مرنے کے بعد جب گنہگار اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہے کہ مجھے پھر دنیا میں بھیج تا کہ میں نیک کام کر سکوں تو جواب ملتا ہے ﴿وَ مِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾ [المؤمنون:۱۰۰] "اور ان کے پیچھے

برزخ ہے، (جہاں وہ) دوبارہ اٹھائے جانے کے دن تک رہیں گے۔" اسی طرح ایک شہید جب اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہے "اے اللہ! مجھے دنیا میں پھر بھیج تاکہ تیرے راستے میں مارا جاؤں تو اللہ تعالیٰ اسے بھی یہی جواب دیتے ہیں کہ میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ کوئی یہاں سے دوبارہ لوٹایا نہیں جائے گا۔" [مسند احمد]

یہی وجہ ہے کہ جب ایک شہید کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرتا ہے تو وہ حسرت بھرے انداز میں کہتا ہے ﴿يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ○ بِمَا غَفَرَلِي رَبِّي وَ جَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ﴾ [یٰسین:۲۶۔۲۷]

"اے کاش میری قوم کو اس بات کی خبر ہو جاتی جس کی وجہ سے اللہ نے مجھے بخش دیا اور عزت والوں میں کیا۔" معلوم ہوا کہ اب وہ اس دنیا میں آ کر لوگوں کو جنت کے حالات نہیں بتا سکتے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ قرآن وحدیث کے ان واضح احکامات کے باوجود بعض الناس اپنے تئیں گمان کرتے ہیں کہ اولیاء مرتے نہیں بلکہ زندہ ہیں، دنیا کے حالات سے واقف ہیں اور ان کی ارواح سے لوگوں کو فیض حاصل ہوتا ہے۔ **العیاذ باللہ.** چند ناعاقبت اندیش حضرات ایسی شعبدہ بازیوں کو کرامات کا نام دیتے ہیں جن کی چند ایک مثالیں ذیل میں رقم کی جا رہی ہیں۔

ابوعلی روز باری کے بارے میں منقول ہے: "ایک فقیر میرے پاس عید کے دن بہت خستہ حالت میں اور پرانے کپڑے پہنے ہوئے آیا، کہنے لگا کہ یہاں کوئی پاک صاف ایسی جگہ ہے جہاں کوئی غریب مر جائے، میں نے لاپرواہی سے لغو سمجھتے ہوئے کہا کہ اندر آ جا اور جہاں جی چاہے لیٹ اور مر جا۔ وہ اندر آیا، وضو کیا اور چند رکعات نماز پڑھی اور لیٹ کر مر گیا۔ میں نے اس کی تجہیز و تکفین کی اور جب دفن کرنے لگا تو خیال آیا کہ اس کے منہ سے کفن ہٹا کر اس کا منہ زمین پر رکھ دوں تاکہ حق تعالیٰ کو اس کی غربت پر رحم آئے۔ میں نے اس کا منہ کھولا تو اس نے آنکھیں کھول دیں، میں نے پوچھا کہ میرے سردار! کیا موت کے بعد بھی زندگی ہے؟ وہ کہنے لگا کہ میں تو زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہوتا ہے۔ میں کل قیامت میں اپنی وجاہت سے تیری مدد کروں گا۔" [فضائل صدقات: ص ۶۶۷]

ایسا ہی ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمائیں "ابوالحسن مالکی کا کہنا ہے میں حضرت خیر نور باف کے ساتھ کئی سال رہا۔ انہوں نے اپنے انتقال سے آٹھ روز پہلے کہا تھا کہ میں جمعرات کی شام کو مغرب کے بعد مروں گا اور جمعہ کی نماز کے بعد دفن کیا جاؤں گا، بھول نہ جانا۔ لیکن میں بھول گیا۔ جمعہ کی صبح کو مجھے ایک شخص نے ان

کے انتقال کی خبر دی۔ میں فوراً گھر گیا کہ جنازے میں شرکت کروں۔ راستے میں کچھ لوگ ملے جو اُن کے گھر سے واپس آرہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ جمعہ کے بعد دفن ہونگے، مگر میں ان کے گھر پہنچ گیا اور ان کے انتقال کی کیفیت پوچھی تو ایک شخص نے (جو انتقال کے وقت ان کے پاس موجود تھا) بتایا کہ رات مغرب کی نماز کے قریب غشی سی ہوئی۔ اس کے بعد ذرا سا افاقہ سا ہوا تو گھر کے ایک کونے کی طرف منہ کر کے کہنے لگے کہ تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ۔ تمہیں بھی ایک کام کا حکم ہے اور مجھے بھی ایک کام کا حکم ہے۔ اس کے بعد انہوں نے پانی منگوایا۔ تازہ وضو کیا، نماز پڑھی اور اس کے بعد آنکھیں بند کر کے پاؤں پسار کر لیٹ گئے اور چل دیئے۔'' [فضائل صدقات]

اس کے برعکس قرآن کا فیصلہ ملاحظہ کیجئے ''آپ (ﷺ) فرما دیجئے غیب کی خبر صرف اللہ کو ہے، سوتم بھی منتظر رہو، میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔'' [یونس:۲۰]

قارئین کرام! ذرا ان واقعات پر غور فرمائیں کیا یہ قرآن وسنت کی تعلیمات کی نفی نہیں کر رہے؟ جب پیر صاحب آٹھ دن پہلے ہی اپنے مرنے کا وقت بتا رہے ہیں تو اللہ کا یہ فرمان کہاں گیا ﴿وَ مَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌ مَّا ذَا تَکۡسِبُ غَدًا ؕ وَ مَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌۢ بِاَیِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ﴾ [لقمان:۳۴] ''اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کو کیا کام کرے گا اور کوئی نفس یہ نہیں جانتا کہ اسے کس سرزمین میں موت آئے گی۔'' پھر فقیر کیسے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مرتا ہے، پہلے جگہ کا پوچھتا ہے کہ پاک ہے یا نہیں پھر نماز ادا کر کے مر جاتا ہے اور حضرت خیر نور باف نے تو کمال ہی کر دیا۔ فرشتوں کو حکم سنا رہے ہیں کہ تھوڑی دیر کے لئے رک جاؤ، میں تازہ وضو کر کے نماز پڑھ لوں اور نماز کے بعد آرام سے پاؤں پسار دیئے اور چل دیئے، اگر یہ سب کچھ سچ ہے تو پھر اس آیت کا کیا مطلب ہے ﴿اِذَا جَآءَ اَجَلُہُمۡ فَلَا یَسۡتَاۡخِرُوۡنَ سَاعَۃً وَّ لَا یَسۡتَقۡدِمُوۡنَ﴾ [یونس:۴۹] ''جب ان کی موت کا وقت آگیا تو ایک لمحے کیلئے نہ آگے ہو سکتا ہے نہ پیچھے۔''

قارئین کرام! پیر صاحب نے آنکھیں کھول کر کہا کہ میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہوتا ہے۔ ذرا سوچئے! رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا کیا حال تھا۔ ان کی زبان یہ کلمات ادا کر رہی تھی ''اے ابا جان......اے ابا جان......لیکن رسول اللہ ﷺ نے نہ تو آنکھیں کھولیں اور نہ ہی ہنس کر دکھایا۔ اگر وہ بھی اپنی بیٹی کے سر پر ہاتھ پھیر کر دلاسہ دیتے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے چہرے سے مسکراہٹ نہ چھنتی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں، لیکن کسی نے

انہیں مسکراتے ہوئے نہ دیکھا۔

ان کے عقیدے کے ساتھ قرآن مجید کا فیصلہ بھی سن لیجئے ﴿وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِکَ الْخُلْدَ اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُوْنَ ○ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾[الانبیاء:۳۴-۳۵] ''اے پیغمبر ﷺ ہم نے آپ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کی زندگی نہیں بخشی بھلا اگر آپ فوت ہو گئے تو کیا یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے۔ ہر جاندار کو موت کا مزہ (ضرور) چکھنا ہے۔''

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے قیامت کا نقشہ یوں کھینچا ہے﴿يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا﴾[الانبیاء:۳۸] ''جس دن روح الامین اور فرشتے (اللہ کے سامنے) صف بنا کر کھڑے ہوں گے تو کوئی بول نہ سکے گا، مگر رحمٰن اجازت بخشے اور اس نے بات بھی درست کی ہو۔''

مشکل کشا، حاجت روا، دستگیر، گنج بخش، داتا، غریب نواز اور غوث الاعظم اللہ کے علاوہ کوئی نہیں۔

صحیح بخاری میں ہے کہ لوگ شفاعت کے لئے حضرت آدم، حضرت ابراہیم، حضرت نوح علیہم السلام سمیت بے شمار انبیاء کے پاس جائیں گے مگر ہر نبی شفاعت کرنے سے انکار کر دے گا۔ آخر کار لوگ شافع محشر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر سفارش کریں گے۔ اس کھلی حقیقت کے باوجود کتنی حیرت کی بات ہے کہ فقیر صاحب کس قدر دلیری کے ساتھ اپنے مرید سے کہہ رہے ہیں کہ میں کل روز قیامت اپنی وجاہت سے تیری مدد کروں گا۔

قارئین کرام! کتنے افسوس کی بات ہے کہ یہ واقعات جس جماعت کے نصاب فضائل صدقات میں موجود ہیں۔ جو زبان سے اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور غیر اللہ سے اس کے اذن کے بغیر کچھ نہ ہونے کا یقین دلوں میں آنا چاہیے۔ عام لوگ کثرت سے اس کتاب کا مطالعہ کرتے ہیں، تو پھر کیا اس بات کا خطرہ نہیں کہ لوگ ان واقعات کو پڑھ کر اپنے عقائد خراب کر بیٹھیں۔ اگر کسی کا عقیدہ ان واقعات کی وجہ سے شرک میں تبدیل ہو گیا تو یہ خلوص اور یہ جذبے اور یہ محنت ان کے کام نہیں آئے گی۔ کیونکہ اللہ کا یہ فیصلہ ہے کہ ﴿اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰهُ النَّارُ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ﴾[المائدہ:۷۲] ''بے شک جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے گا اللہ اس پر جنت کو حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔''